



سوال

(63) کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

کیا اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے

الحمد للہ وحده، والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده، وعلی آلہ وصحبہ۔ اما بعد:

یہ سوال بار بار پوچھا گیا ہے کہ اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو یہ کہتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی مخلوق میں حلول کئے ہوئے ہے، ان کے ساتھ اختلاف کئے ہوئے ہے اور معیت عامہ کے یہی معنی ہیں نیز ان لوگوں نے درج ذیل آیات سے شبہات پیدا کرنے کی بھی کوشش کی ہے:

وَإِن كُنْتُمْ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ (القصص ۲۸/۳۳)

”اے پیغمبر! آپ (طور پہاڑ کی) مغربی جانب نہیں تھے۔“

وَإِن كُنْتُمْ لَدَيْهِمْ إِذْ يَقُولُونَ أَفَلَا مَعْمُرٌ (آل عمران ۳/۳۳)

”اور نہ اس وقت آپ ان کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔“

ان آیات کے ان کے نزدیک معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو ان موقعوں پر ان کے پاس موجود نہ تھے لیکن اللہ تعالیٰ بذاتہ ان کے پاس موجود تھا کیونکہ وہ ہر جگہ موجود ہے۔

قابل نے چونکہ یہ بات کر کے سوء نفہمی کا مظاہرہ کیا اور ایک زبردست غلطی کا ارتکاب کیا ہے جو اس صحیح عقیدہ کے خلاف ہے جسے قرآن و سنت نے پیش کیا اور سلف امت نے جسے بطور عقیدہ اختیار کیا تھا لہذا میں نے مناسب سمجھا کہ حق کو بیان کر دوں اور اس امر عظیم کے بارے میں قابل پر جو بات مخفی رہ گئی ہے اسے واضح کر دوں کہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ



کے اسماء و صفات سے ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی صفات کے بارے میں صرف وہی کہا جائے گا جو اس نے اپنی صفات کے بارے میں خود فرمایا ہے یا جو اس کی صفات کے بارے میں اس کے رسول مقبول حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے۔ صفات باری تعالیٰ کو تکلیف و تمثیل اور تحریف و تعطیل کے بغیر اس طرح مانا جائے گا جس طرح اللہ جل جلالہ کی ذات گرامی کے شایان شان ہے جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے :

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (الشوریٰ ۱۱/۳۲)

”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔“

یہ بات قرآن و سنت سے ثابت ہے اور اس پر تمام سلف امت کا اجماع ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی مخلوق کے اوپر اور ان سے جدا ہے، وہ اپنے عرش پر مستوی ہے اور استواء اس طرح ہے جس طرح اس کی ذات گرامی کے شایان شان ہے۔ اس کا استواء اپنی مخلوق کے استواء سے مشابہت نہیں رکھتا۔ ہاں البتہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے علم کے اعتبار سے اپنی مخلوق کے ساتھ ہے، اپنی مخلوق کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں۔ چنانچہ قرآن حکیم نے نہایت بلیغ اور واضح عبارتوں میں اسے بیان فرمایا اور صبح اور صبح احادیث مبارکہ سے بھی یہی بات ثابت ہے۔ قرآن مجید کے وہ دلائل حسب ذیل ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں، اپنی مخلوق سے اوپر اور اپنے عرش پر مستوی ہے :

إِنِّي يَضَعُ الْقَيْمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ (فاطر ۱۰/۳۵)

”اس کی طرف پاکیزہ کلمات چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کے مزید فرامین :

إِنِّي مُتَوَكِّفٌ وَرَافِعٌ إِلَىٰ (آل عمران ۵۵/۳)

”(عیسیٰ) میں تمہاری دنیا میں بسنے کی مدت پوری کر کے تمہیں اپنی طرف اٹھا لوں گا۔“

تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ (المعارج ۳/۴۰)

”فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں۔“

ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمٰنُ (الفرقان ۵۹/۲۵)

”پھر عرش پر مستوی ہوا (وہ جس کا نام رحمن یعنی بڑا مہربان ہے)۔“

أَمْ أَنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْفَىٰ بِكُمْ الْأَرْضُ (الملك ۱۶/۶۷)

”کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے بے خوف ہو کہ تم کو زمین میں دھنسا دے۔ (یعنی ہتھوروں کی بارش کر دے)۔“

أَمْ أَنْتُمْ مِّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا (الملك ۱۷/۶۷)

”کیا تم اس سے جو آسمان میں ہے نڈر ہو کہ تم پر کنکری بھری ہو چھوڑ دے۔“

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ (طہ ۵/۲۰)

”وہ رحمن جو عرش پر مستوی ہے۔“

یا ہامان ابن لیضر جاعلیٰ اُلْبَغِ الْأَنْسَابِ ۳۶ اَنْسَابِ السَّمَاوَاتِ فَاطَّلَعَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِلَىٰ إِسْمَاعِيلَ إِذْ قَامَا (غافر ۳۶/۳۰-۳۷)

”اور فرعون نے کہا) ہامان میرے لئے ایک محل بنا دتا کہ میں (اس پر چڑھ کر) راستوں پر پہنچ جاؤں (یعنی) آسمانوں کے راستوں پر پھر موسیٰ کے معبود کو دیکھ لوں اور میں تو اسے جھوٹا سمجھتا ہوں۔“

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ اسی طرح بہت سی صحیح اور حسن احادیث سے بھی یہی بات ثابت ہے مثلاً رسول اللہ ﷺ کے شب معراج اپنے رب کے پاس جانا۔ البوداود اور دیگر کتب حدیث میں دم کے بارے میں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ”ہمارا رب وہ اللہ (ہے) جو آسمان میں ہے، اے اللہ! تیرا نام پاک ہے اور تیرا حکم آسمان وزمین میں جاری و ساری ہے۔“ حدیث اوعال میں ہے کہ ”عرش اس کے اوپر ہے، اللہ اپنے عرش کے اوپر ہے اور وہ تمہارے حالات کو جانتا ہے۔“

صحیح حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب ایک باندی سے پوچھا ”اللہ کہاں ہے؟“ تو اس نے جواب دیا ”آسمان میں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”میں کون ہوں؟“ اس نے جواب دیا ”آپ اللہ کے رسول ہیں۔“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”اسے آزاد کر دو، یہ ایک مومن عورت ہے۔“ (صحیح مسلم)

اس طرح کی اور بہت سی احادیث جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، ہمیں اس بات کے علم یقین کا فائدہ بخشتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پیغام حق کو امت تک پہنچا دیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے عرش معلیٰ پر، آسمان سے اوپر ہے، عرب و عجم اور جاہلیت و اسلام کی تمام امتوں کو اللہ تعالیٰ نے اسی عقیدہ پر پیدا فرمایا ہے، سوائے ان کے جن کو شیطان نے ان کی فطرت سے دور بنا دیا ہو۔ اس مسئلہ میں ائمہ سلف سے اس قدر اقوال مروی ہیں کہ اگر انہیں سچا کیا جائے تو ان کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک پہنچ جائے۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، سلف امت، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ائمہ کرام سے جنہوں نے نفس پرستی اور اختلاف کے زمانہ کو بھی پایا، اس عقیدہ کے خلاف نضا اور ظاہر ایک حرف بھی ثابت نہیں۔ ان میں سے کسی نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ اللہ آسمان میں نہیں ہے یا یہ کہ وہ عرش پر نہیں ہے اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ وہ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور اس کی نسبت سے تمام جگہیں برابر ہیں اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ وہ عالم میں داخل ہے نہ اس سے خارج اور نہ کسی نے کبھی بھی یہ کہا کہ اس کی طرف انگلیوں وغیرہ سے حسی اشارہ کرنا جائز ہے بلکہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی صحیح حدیث سے یہ ثابت ہے نبی کریم ﷺ نے جب عرفات کے دن اپنی زندگی کے سب سے بڑے مجمع میں

عظیم الشان خطبہ ارشاد فرمایا تو اس میں آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ بھی پوچھا ”کیا میں نے تم تک اللہ کا دین پہنچا دیا؟“ ”تو سب نے کہا ”ہاں آپ نے پہنچا دیا۔“ تو آپ نے اپنی انگلی کو کسی بار آسمان کی طرف اٹھا کر صحابہ کرام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ”اے اللہ تو گواہ رہنا۔“ اس طرح کی اور بھی بہت سی احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور کئی دیگر اہل علم نے بھی اس مسئلہ کی خوب وضاحت فرمائی ہے، چنانچہ ملاحظہ فرمائیے فتاویٰ (ابن تیمیہ)، ج ۵، ص ۱۴۔ مقصود یہ ہے کہ جمیہ معطلہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے اہل بدعت کا یہ عقیدہ حد درجہ فاسد، بے پناہ نمیٹ اور بہت بڑی مصیبت ہے کہ اس سے خالق کائنات جل و علا کی ذات گرامی نقص لازم آتا ہے، ہم دلوں کی کجی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔ اس گمراہ مذہب کے باطل ہونے کے بے شمار دلائل ہیں۔ ثابت شدہ شرعی دلائل سے قطع نظر عقل سلیم اور فطرت سلیم بھی اس کی منکر ہے۔ مذکورہ بالا آیات سے بعض لوگوں کا استدلال بالکل باطل ہے کیونکہ ان کا گمان یہ ہے کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ زمین میں موجود ہے مثلاً طور (پہاڑ) کی طرف، حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اس سے بہت بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس قائل سے یہ بات مخفی رہ گئی ہے کہ معیت کی دو قسمیں ہوتی ہیں (۱) معیت عامہ اور (۲) معیت خاصہ، معیت خاصہ کی مثالیں حسب ذیل ہیں مثلاً ارشاد باری تعالیٰ :

إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ (النحل ۱۲۸/۱۶)

اور فرمایا:

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا ذُنُوبَكُمْ فِيهِ (يونس ۱۰/۶۱)

“اور (اے پیغمبر) تم جس حال میں ہوتے ہو یا قرآن میں سے کچھ پڑھتے ہو یا تم لوگ کوئی (اور) کام کرتے ہو، جب اس میں مصروف ہوتے ہو ہم تم پر حاضر ہوتے ہیں (یعنی ہم تمہیں دیکھتے رہتے ہیں)۔”

اسی طرح اور بھی بہت سی آیات سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر مستوی ہے، اس کیفیت کے ساتھ جو اس کے کمال و جلال کے لائق ہے، وہ اپنے علم کے ساتھ اپنی مخلوق کا احاطہ کئے ہوئے ہے، وہ جہاں بھی ہوں اللہ تعالیٰ ان کے سامنے حاضر ہے خواہ وہ بروبحر میں ہوں، رات یا دن کا کوئی لمحہ ہو، خواہ وہ اپنے گھروں میں ہوں یا جنگل میں اس کے علم میں سب برابر ہیں، سب اس کے بصر و سمع کے سامنے ہیں، وہ ان کے کلام کو سنتا، ان کے مکان کو دیکھتا اور ان کے اسرار اور سرگوشیوں کو جانتا ہے، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:

إِلَّا أَنْتُمْ تَبْصُرُونَ صُدُورَهُمْ لَيَسْتَفْتُونَ مِنْهُمْ لِيُغْفِرُوا مِنْهُ ۗ لَّا يَخْفَىٰ عَلَيْهِ شَيْءٌ مِمَّا عَمِلُوا ۗ وَنَا يُعْلِنُونَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ (هود ۱۱/۵)

“دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے پردہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کہڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے، وہ تودلوں کی باتوں سے آگاہ ہے۔”

اور فرمایا:

سَوَاءٌ مَنَّمُ مَنْ أَمَرَ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهِ وَمَنْ هُوَ مُنْخَفٍ بِالنَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّارِ (الرعد ۱۳/۱۰)

“کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر یارات کو کہیں پھسپ جائے یا دن (کی روشنی) میں کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے۔”

اور فرمایا:

لَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدَرًا حَاطٌ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (الطلاق ۱۲/۶۰)

“تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔”

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ (معبود) ہے نہ کوئی رب۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے معیت عامہ کی آیات کو علم سے شروع کیا اور علم ہی پر ختم کیا ہے تاکہ بندے یہ جان لیں کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات اور تمام معاملات کو جانتا ہے، اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ ان کے گھروں میں، ان کے غسل خانوں میں یا دیگر مقامات پر ان کے ساتھ مختلط ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اس سے بہت پاک ہے۔ معیت کے معنی یہ بیان کرنا کہ وہ مخلوق کے ساتھ اپنی ذات کے ساتھ مختلط ہے، تو یہ ان اہل حلول کا قول ہے، جن کا یہ گمان ہے کہ ان کا معبود اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے، یہ اللہ تعالیٰ کو اس بات سے تو پاک قرار دیتے ہیں کہ وہ عرش پر مستوی ہو اور اپنی مخلوق سے بلند ہو لیکن اس بات سے اللہ تعالیٰ کو پاک قرار نہیں دیتے کہ وہ غلیظ اور گندی جگہوں پر موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل و رسوا کرے، ائمہ سلف صالح مثلاً احمد بن حنبل، عبد اللہ بن مبارک، اسحاق بن راہویہ، ابو حنیفہ اور ان کے بعد کے ائمہ ہدی مثلاً شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم اور حافظ ابن کثیر نے ان لوگوں کی تردید میں بہت کچھ لکھا ہے۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ وَهُوَ مَعَكُمْ اور اس کے ہم معنی آیات سے یہ اخذ نہیں کیا جاسکتا کہ وہ ظاہری یا باطنی طور پر مخلوقات کے ساتھ مخلوط و مزوج ہے کیونکہ مع کا لفظ کسی صورت بھی اس مضموم پر دلالت کناں نہیں ہے، اس کی زیادہ سے زیادہ جو دلالت ہے وہ کسی امر میں مصاحبت، موافقت اور مقارنت پر ہے اور یہ اقتران ہر جگہ اس کے مناسب حال ہوگا ابو عمر ظہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَنَّنَّا كُنْتُمْ (الحج ۲/۵۷)



اس عیسیٰ دیگر آیات کے معنی یہ ہیں کہ وہ اسے جانتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات اقدس کے اعتبار سے آسمانوں سے اوپر اپنے عرش معلیٰ پر مستوی ہے جیسا کہ اس کی کتاب اور جلیل القدر علماء امت وائمہ سلف کے ارشادات سے ثابت ہے اور اس کے آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی ہونے کے بارے میں ان میں سے کسی کا بھی اختلاف نہیں، چنانچہ ابو نصر سبزی فرماتے ہیں :

” ہمارے ائمہ سفیان ثوری، مالک، حماد بن سلمہ، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ، فضیل، ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات گرامی کے اعتبار سے عرش پر اور اپنے علم کے اعتبار سے ہر جگہ ہے۔“

ابو عمر بن عبد البر فرماتے ہیں :

” وہ علماء صحابہ و تابعین جن سے علم تفسیر منقول ہے، وہ ارشاد باری تعالیٰ

نَايِكُوْنَ مِنْ نَجْوَىٰ ثَلَاثَةِ اَلْوَاِزِ بِالْعَمَمِ كِي تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ عرش پر مستوی ہے لیکن علم کے اعتبار سے ہر جگہ ہے۔ اس مسئلہ میں حضرات صحابہ کرام و تابعین میں سے کسی بھی ایسے شخص نے مخالفت نہیں کی جس کا قول قابل حجت ہو۔“

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد باری تعالیٰ :

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ (الحديد ۴/۵۷)

” اور تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس کو دیکھ رہا ہے۔“

کے بارے میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کا نگبان و گواہ ہے خواہ تم جہاں کہیں اور جس جگہ بھی ہو، بروبحر میں ہو یا دن رات کی کسی گھڑی میں، ملنے گھروں میں رہ رہے ہو یا جنگوں میں، تمہاری یہ تمام حالتیں اس کے علم میں یکساں طور پر ہیں، تمہاری تمام کیفیتیں اس کی سماعت و بصارت کے تحت ہیں، وہ تمہارے کلام کو سنتا، تمہاری جگہ کو دیکھتا اور تمہاری مخفی باتوں اور سرگوشیوں کو جانتا ہے، جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا :

اَلَا اَنْتُمْ يٰۤاٰنۡمُ يٰۤاٰنۡمُ صٰدُوْرٌ بۡنۡمُ لِيَسۡتَغۡنُوْا مِنْہٗ اَلَا حٰسِبِیۡنَ لِيَسۡتَغۡنُوْا شَیۡاۡ بۡنۡمُ لِيَعۡلَمَ مَا یۡسۡرُوْنَ وَنَا یۡلۡمُوْنَ اِنَّہٗ عَلِیۡمٌ بِذٰتِ الصُّدُوْرِ (ہود ۱۱/۵)

” دیکھو یہ اپنے سینوں کو دوہرا کرتے ہیں تاکہ اللہ سے پردہ کریں، سن رکھو جس وقت یہ کپڑوں میں لپٹ کر پڑتے ہیں (تب بھی) وہ ان کی چھپی اور کھلی باتوں کو جانتا ہے، وہ تو دلوں کی باتوں سے آگاہ ہے۔“

اور فرمایا :

سَوَآءٌ مِّنۡکُمْ مَّنۡ اَسۡرَأۡنۡقُوْلَ وَمَنۡ جَہَرَ بِہٖ وَمَنۡ ہُوَ مُسۡخَفٍ بِاللَّیْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّہَارِ (الرعد ۱۳/۱۰)

” کوئی تم میں سے چپکے سے بات کہے یا پکار کر بیانات کو کہیں چھپ جائے یا دن (کی روشنی) میں کھلم کھلا چلے پھرے (اس کے نزدیک) برابر ہے۔“

اس کے سوانہ کوئی معبود ہے نہ پروردگار، اسی طرح حافظ ابن کثیر نے سورہ مجادلہ کی آیت نَايِكُوْنَ مِنْ نَجْوَىٰ۔۔۔۔۔ اَیۡنَ نَا کَا نُوَاکِ تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ ان پر مطلع ہے، ان کے کلام، ان کی مخفی باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو سنتا ہے، اللہ اسے جانتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے مقرر کردہ فرشتے بندوں کی باتوں کو ان کے نامہ اعمال میں لکھتے بھی جا رہے ہیں، جیسا کہ اس نے فرمایا ہے :



أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَلْعَلُهُمْ مِزَانٌ وَنُجُومٌ وَأَنَّ اللَّهَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (التوبة ۹/۷۸)

”کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے بھیدوں اور مشوروں تک سے واقف ہے اور یہ کہ وہ غیب کی باتیں جاننے والا ہے۔“

اور فرمایا:

أَمْ يَحْسِبُونَ أَنَّا لَنَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ عَلَيَّ وَرُسُلَنَا لَدَيْهِمْ يَكْفُرُونَ (الزخرف ۴۳/۸۰)

”کیا یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کی پوشیدہ باتوں اور سرگوشیوں کو سنتے نہیں؟ ہاں ہاں (سب سنتے ہیں) اور ہمارے فرشتے ان کے پاس (ان کی) سب باتیں لکھ لیتے ہیں۔“

یہی وجہ ہے کہ کئی ایک علماء نے بیان فرمایا ہے کہ اس بات پر اجماع ہے کہ اس آیت میں معیت سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے لیکن اس کے علم کے ساتھ اس کی سماعت بھی مخلوق کو محیط اور اس کی بصارت بھی نافذ ہے کہ وہ ذات گرامی اپنی مخلوق پر اس طرح مطلع ہے کہ مخلوق کا کوئی امر اس سے مخفی نہیں ہے۔

سلف کا کلام اس موضوع سے متعلق اس قدر کثرت کے ساتھ ہے کہ اسے شمار نہیں کیا جاسکتا، مقصود یہ ہے کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے اور وہ مَعَكُمْ کے معنی یہ ہیں کہ وہ بذاتہ اپنے بندوں کے ساتھ ہے اور اس کی طرف اشارہ جائز نہیں، یہ حد درجہ ساقط اور باطل ہے جیسا کہ بے شمار واضح دلائل سے یہ ثابت ہے، جن میں سے بعض دلائل کو قبل ازیں بیان بھی کیا جا چکا ہے۔ اجماع اہل علم کی روشنی میں بھی یہ عقیدہ باطل ہے، جیسا کہ بعض ائمہ کرام کے اقوال اس سلسلہ میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہے کہ جو لوگ حلول کے قائل ہیں یعنی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ اپنی مخلوق میں حلول کر جاتا ہے، وہ راہ راست سے بھٹک گئے اور بہت دور کی کوڑی لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف انہوں نے ایک خلاف حق بات کو منسوب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معیت کے بارے میں وارد آیات کی انہوں نے اہل علم کی تفسیر کے خلاف غلط تاویل کی ہے۔ ہم ذلت و رسوائی اور بغیر علم کے اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی بات منسوب کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اور اس سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں حق پر ثابت قدم رکھے اور راہ راست پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے بے شک وہی قادر و کارساز ہے۔

وصلی اللہ علی نبینا محمد وعلی آلہ واصحابہ

فتاویٰ مکہ